السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کا ہر فرد و بشر کسی نہ کسی دکھ درد میں مبتلا ہے جب یہاں ہر شخص کو کسی نہ کسی رنگ میں ہر سزا مل رہی ہے تو پھر قیامت کو لانے اور کام بڑھانے کا کیا سبب ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس دنیا کے رنج والم کے بنانے والے خالق کل کا یہ قانون پہلے ذہن نشین رکھنا حد درجہ ضروری ہے کہ یہ دنیا یہ کشمکش موت وحیات کیوں بنائی گی ہے سو قرآن کریم جواب دیتا ہے:

(اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الکھف: ۷

''زمین کی ہر چیز باعث زینت اور دلچسپی ہے اور یہ اس لیے کہ ہم دیکھیں کون شخص بہترین اور اچھے عمل کرتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

(خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک: ۲

''یہ کشمکش موت وحیات محض اس لیے پیدا ہوئی ہے کہ تمہارے حسن عمل کی جانچ پڑتال ہو۔''

ان آیات بینات سے پتہ چلا کہ دنیا کو دار العمل بنایا گیا ہے زندگی محض اس لیے ملی ہے کہ عمل کی کیف آفرنیوں میں انسان کی جانچ پرکھ ہو اور دیکھا جائے کہ انسان اس دنیا میں کیا کچھ کرتا ہے لہٰذا یہ دار الجزاء نہیں ہے جزا سزا کے لیے اس دنیا کو نہیں بنایا گیا اس کے لیے زمان اور مکان اور جس یا اسلامی اصطلاح میں عالم آخرت کہا گیا ہے اور عالم آخرت کو لانے کے لیے جو انقلاب برپا ہوگا اس کا نام قیامت ہے عالم دنیا اور عالم آخرت دونوں کے مقاصد واغراض الگ الگ ہیں جنہیں سمجھنے سمجھانے کے لیے اسلامی تعلیمات کا محتاج ہونا پڑتا ہے سو اسلام نے بالوضاحت فرمایا ہے:

(الیوم یوم عمل ولا حساب)

وبعد الیوم یوم وبعد الغد یوم حساب ولا عمل کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

آج کچھ کرنے کا دن ہے حساب اور سزا کا دن نہیں ہے اور اس دنیا کے بعد حساب وجزا کا دن ہے وہاں عمل نہیں ہوسکے گا ہم دیکھتے ہیں اس کا دار العمل دنیا میں کسی نیک کی نیکی کا اسے مکمل معاوضہ نہیں ملا اور نہ ہی کسی بد اور سرکش کو اس کی بدی کی پوری سزا ملی ہے انبیاء کرام جو صالح ترین مخلوق ہے اور گناہ سے قطعی محفوظ اور بالکل معصوم ہے بتائے اس طبقہ صالح نے اپنی صالحیت کا دنیا میں کیا معاوضہ پایا حالانکہ قرآن صاف ناطق ہے۔

(مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ (البقرة: ۲۱۴

سابقہ صالحین کو جو درجہ مصائب ونوائب پہنچے اور متزلزل ہوگئے حتیٰ کہ رسول اور اس کے سب ساتھی رحمت الٰہی کے لیے چلا اٹھے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ کے پیغمبروں کو تمام مخلوق سے زیادہ تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچتی ہیں یہ تو پہلی باتیں ہوئیں آپ اب اپنا روزانہ مشاہدہ دیکھتے کہ صالحہ خیال مخلص اللہ والا بندہ دنیا اور دنیاداروں کے ہاتھوں کس قدر تکلیف میں ہے ضرر ہائے مادی کے علاوہ اس کی شرافت کو شرارت اس کے سچ کو جھوٹ اس کے اخلاص کو دغا وفریب اس کی ہمدردی کو خود غرضی اس کی خیرسگالی کو مکاری اور اس کے ہر کام کو جاہ وطلبی سمجھا جاتا ہے یہ فلسفہ ہے اس حدیث کا

((الدنیا سجن المومن))

''مخلص اور اللہ والے کے لیے دنیا جیل خانہ کے مشابہ ہے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ دنیا میں پورا پورا معاوضہ ایک نیک کو اس کی نیکی کا نہیں ملا اور نہیں مل سکتا آپ کہیں گے کہ کئی اصحاب کرام اولیاء عظام اور اس وقت بھی کئی صلحاء دنیا داری اور زر و مال میں پورے طور پر انعام یافتہ ہیں تو معاوضہ مل گیا بدلہ پانے میں کیا کسر رہ گئی جواباً عرض ہے کہ یہی سوال پیغمبر علیہ السلام سے ہوا تھا کہ ایک صالح کو دنیا کا وافر حصہ ملنا کہیں اسے پورا پورا معاوضہ دے کر اس کا حساب وکتاب تو نہیں پٹایا جا رہا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

(تلک وعاجل بشر للمومن)) (الحدیث))

''مکمل معاوضہ تو آخرت میں ملنا ہے یہ تو بطور نمونہ مشتے از خروار ہے۔''

اب ایک بد کو لیجئے فرعون بدوں کا سرغنہ تھا سوائے غرقابی کے اس کے ظلم واستبداد قتل وقتال اور دعویٰ خدائی کی اسے کیا سزا ملی اور اب بھی مشہور ہے کہ رب کا باغی طاغی خوش وخرم ہوتا ہے اور بغاوت الٰہی سے الٹا مزے اڑاتا اور لطف پاتا ہے چور کمینے کمبخت نے ہزاروں لاکھوں روپے اڑالیے مگر کسی مقام پر نہ پکڑا گیا اور عیش سے زندگی گزارتا رہا بتایئے اب اس اسے جرم کی سزا کون اور کب دے قاتل قتل کر کے ماخوذ نہیں، اور اگر پکڑا گیا تو دے لے کر بری ہو گیا ظالم شرابی زانی راشی بلیک کرنے والا جھوٹی قسم کے مقدمہ جیتنے والا، غاصب وغیرہ بیشتر مجرم دنیوی سزاؤں سے بچ رہے ہیں اور گل چرے اڑا رہے ہیں انہیں یہاں تو کچھ نہیں ہو رہا اگر حکومتوں کے قانون سے بچ رہے ہیں تو خدائی سزا سے بھی ماموں ہیں کسی کی ٹانگ نہیں ٹوٹی کسی کو ہر وقت سزا نہیں ملتی کہ مظلوم کا دل ٹھنڈا کرنے کا سبب بنے حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مجرم کو سزا ملے اور مظلوم کو جزا مگر ایسا نہیں ہو رہا آخر یہ کون ہے منکر اسلام لوگ بار بار پیغمبروں سے یہ مطالبہ کرتے تھے:

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

''اگر سچے ہو تو جیسا کہ ہمیں وعدہ دے رہو ہماری مخالفت کی ہمیں سزا دلاؤ۔''

مگر انہیں یہی جواب ملتا رہا کہ وقت پورا ہو لینے دو وقت آجانے پر منٹ بھر کی کمی بیشی نہ ہوگی موت ایک سرحدی چوکی ہے جونہی آخرت کی طرف عبور کرے گا اپنی سزا یا اپنے انعام اور صلہ پالے گا:

((مَن مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ))

جو شخص مر گیا اس کی قیامت شروع ہو گئی۔''

پس انعقاد قیامت کی وجہ صرف یہ ہے اور عالم آخرت کو لانے کا سبب یہ یہی ہے کہ نیک وبد شخص کو جو دنیا میں جزا سزا نہیں مل سکتی اس کا حساب اب پورا کر دیا جائے اور مظلوم کو جیسے دنیا میں بدلہ نہیں ملا یہ تو اب ظالم سے اس کا حق لے کر اسے دیا جائے باقی رہا یہ سوال کہ دنیاوی تکالیف میں ہی اخروی قصہ ختم کر دیا جاتا ہے تو اس کے متعلق اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ صالح کی آزمائش کرنے اور صبر سے اس کا اجر بڑھانے کے لیے تکلیفیں آتی ہیں اور بد عمل شخص کو بطور یادداشت کے مصائب بھیج کر زجر و توبیخ کی جاتی ہے مساق بداعمال کے متعلق ارشاد ہے:

(وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) (السجدۃ: ۲۱)

''بڑا عذاب آنے سے پہلے پہلے دنیوی تکالیف محض اس لیے آتی ہیں کہ وہ رجوع الی اللہ ہوں۔''

لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ

(از قلم مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ الجدیث سوہدرہ جلد نمبر ۵ شمارہ نمبر ۲۴، ۴۳)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 09 ص 277-280

محدث فتویٰ